کا صحیح حل کیا ہے؟

پردہ دوسرا مسئلہ جس پر ڈاکٹر صاحب نے مذہبی حیثیت سے بحث فرمائی ہے حجاب شرعی کا مسئلہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"میری ناچیز تحقیق میں امر صاف ہے کہ پردہ قرآن و حدیث دا ٓثار سے واجب نہیں ہے بلکہ وہ صرف رواج کی وجہ سے واجب ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو قرآن شریف کی ایک آیت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو یہ ہے کہ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا۔ یعنی عورتوں کو نہ چاہیے کہ اپنی زینت کو ظاہر کریں سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہے۔ اور تفسیر میں علامہ طبری کی تفسیر سب سے قدیم اور بہت ہی مستند ہے۔ اس میں حضرت ابن عباس کی اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی گئی ہے کہ عورتوں کو چاہیے کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے سوا بدن کو ڈھانکے رہیں کیونکہ چہرہ اور ہاتھ ان کی ایسی زینت ہے جو خود ظاہر ہے۔ اس طرح پر ظاہر ہے کہ قرآن شریف سے پردہ کا حکم نہیں ہے۔ اور نہ میرے مطالعہ سے کوئی ایسی حدیث شریف گذری ہے جس سے پردہ کا حکم نکلتا ہو برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بہت سے واقعات سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہیں تھا۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے پر آپ کی پیشوائی انصار کی لڑکیوں نے بھی طلع البدر علینا کے مشہور آفاق اشعار کو پڑھتے ہوئے کی آپ کی بیعت عورتیں خود آکر کرتی تھیں اور اگر کبھی ان کا لباس باریک ہوتا تھا جس سے ان کا جسم نظر آتا تھا۔ تو آپ ان کو ایسا لباس پہننے سے منع کرتے تھے آپ کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ تک عورت و مرد ایک ہی صف میں نماز پ

حضرت عمر نے خیالات منتشر ہوجانے کے خیال سے حکم دیا کہ عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے رہیں۔ مراسم حج میں یہ بھی آج تک بھی ضروری ہے کہ میدان عرفات میں عورتیں بے نقاب کھڑی رہیں۔ ان تمام واقعات و دلائل سے ظاہر ہے کہ پردہ شعائر اسلام سے نہیں۔ البتہ یہ مسلمانوں کے رواج سے اور وہ بھی بعض ممالک کے رواج سے قائم ہے۔ میں آخری شخص ہوں گا جو مسلمانوں کے رواج کو قطعی طور پر بُرا کہوں گا اور فی الحقیقت پردہ کا رواج سرتا سر برائیوں سے بھرا ہے۔ .... آیا پردہ تعلیم نسوان میں، عورتوں کی صحت جسمانی میں، ان کے اچھی ماں اور اچھی بیوی بننے میں مانع نہیں؟ اگر ہے اور ہم اجتماعی غور و فکر کے بعد اس کی تخفیف کو مناسب سمجھتے ہیں تو اس تخفیف کی کمیت اور کیفیت کیا ہونی چاہیے؟ کیا اس خصوص میں ہندو عورتیں ہمیں کچھ سبق سکھا سکتی ہیں۔؟"

یہاں حسب ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کی تحقیق ضروری ہے :۔

(۱) کیا قرآن و حدیث کی رو سے پردہ واجب نہیں ہے اور شعائر اسلام سے خارج ہے؟

(۲) آیت محولہ فوق میں "زینت" کا کیا مفہوم ہے اور مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے کیا مراد ہے؟۔

(۳) کیا عہد نبوی اور عہد صحابہ میں پردے کا رواج نہ تھا؟ اور کیا اس عہد مبارک میں عورتوں کو بے نقاب پھرنے اور مذہبی و معاشرتی اجتماعات میں مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھنے کی اجازت تھی؟۔

۴۔ کیا میدان عرفات میں عورتوں کا بے نقاب استادہ ہونا ضروری ہے؟

۵۔ کیا مسلمان عورتوں کے لیے جائز ہے کہ بے پردہ پھرنے میں غیر مسلم عورتوں کی تقلید کریں؟

طلاق بدعی | طلاق کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے جن مسائل پر بحث فرمائی ہے ان میں سے پہلا

مسئلہ طلاق بدعی (یعنی بیک وقت تین طلاق دینے) کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :-

"طلاق بدعی خلاف احکام قرآن و حدیث شریف ہے۔ ہماری معاشرت کے لحاظ سے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے اس کو قانون کے ذریعہ سے منسوخ کر دینا چاہیے . . . . . طلاق بدعی کا مسلمانوں میں رواج حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوا کیونکہ آپ نے دیکھا کہ عرب اپنی غصیلی طبیعت کی وجہ سے اپنی عورتوں کو ذرا ذرا سی بات پر طلاق دیدیتے تھے اور تین مہینے ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتے تھے لیکن دل سے نہیں بلکہ محض اس وجہ سے کہ کہیں بیوی بند نکاح سے آزاد ہو کر کسی دوسرے سے نکاح نہ کرلے۔ اس طرح پر وہ عورتوں کو معلق رکھتے تھے۔ نہ امساک بالمعروف پر عمل کرتے تھے نہ تسریح باحسان پر۔ اس لیے عورتوں کے مفاد کے مدنظر آپ نے قرار دیا کہ اگر کوئی عرب اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو یہ تین طلاق فوراً ہی بائن واقع ہو جائیں گی۔ ظاہر ہے کہ مرور زمانہ سے اور اختلاف طبائع اور معاشرت کی وجہ سے طلاق بدعی کی ہمارے لیے ضرورت نہیں اور قرآن و حدیث شریف کے طریقۂ طلاق کی طرف رجوع کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔"

یہ مسئلہ فقہائے کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ اگر ایک ہی وقت میں تین طلاق دی جائیں تو آیا وہ تینوں ایک طلاق قرار دی جائیں گی یا جدا جدا تین طلاق؟ اور آیا ان سے عورت اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی یا شوہر کو حق رجوع باقی رہے گا؟ ڈاکٹر سیادت علی صاحب اس کا قطعی تصفیہ کر دینا چاہتے ہیں، اور ان کی تجویز یہ ہے کہ طلاق بدعی کو قانون کے ذریعہ سے منسوخ کر دیا جائے یعنی قانون میں یہ طے کر دیا جائے کہ بیک وقت تین طلاقیں ایک ہی طلاق کے حکم میں ہونگی اور وہ طلاق بائن نہیں بلکہ رجعی ہوگی۔ لیکن ایسا فیصلہ کرنے سے پہلے مسائل ذیل کا تصفیہ ضروری ہے۔

(۱) کیا قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ طلاق بدعی سے بینونت واقع نہیں ہوتی؟

(۲) کیا حضرت عمرؓ کو یہ حق تھا کہ جس طلاق کو خدا و رسول نے بائن نہ قرار دیا ہو اس کو وہ اپنے

اختیار سے بائن قرار دیں؟

طلاق کو عدالتی فعل بنانے کی تجویز اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ایک اور تجویز پیش فرمائی ہے جو انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"شوہر کی طاقت طلاق مطلق العنان ہے اور اس طاقت میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ بیوی نہ قاضی نہ عدالت۔ اس کو طلاق دینے کی وجہ تبلانے کی ضرورت نہیں۔ میری دانست میں یہ امر ہم سب کے غور و توجہ کا محتاج ہے کہ کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ طلاق کو بجائے ایک شخصی فعل رہنے دینے کے ایک پنچایتی یا عدالتی فعل بنا دیا جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قرابت والوں کو بیچ بچاؤ کرنے کا موقع ملے گا اور بغیر کافی وجہ کے طلاق دینا ناممکن ہوگا"۔

سوال یہ ہے کہ کیا شریعت کے اصول میں اس قسم کی ترمیم کرنے کا اختیار کسی کو حاصل ہے؟ اور کیا شوہر کے اختیار طلاق پر پابندی عائد کرنا درست ہے؟

مہر کی تحدید مہر کے متعلق فاضل خطیب نے فرمایا کہ:۔

"گو مہر السنۃ پانچ سو درہم یعنی ایک قلیل رقم ہے (مگر) خصوصاً ہم ہندوستانی مسلمانوں میں بڑے بڑے مہر باندھنے کا رواج ہوگیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق کی جو مطلق العنان طاقت شوہر کو حاصل ہے اس پر ایک روک لگانے کے لیے مسلمانوں نے رواج کے ذریعہ سے یہ قانون سازی کی ہے کہ مہر بڑی بڑی مقداروں میں باندھے جائیں تاکہ شوہر کو اپنی مطلق العنان طاقت کا استعمال دشوار ہو جائے اور چونکہ مہر کتنا ہی زیادہ ہو شرع شریف میں اور ہندی عدالتوں میں اس کی ڈگری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بہت سے مقدمے ایسے ملتے ہیں جن میں لاکھوں کی ڈگری دی گئی ہے۔ اس لیے مقدار مہر کی زیادتی صحیح معنی میں طلاق کی مطلق العنان طاقت پر ایک موثر روک ہے لیکن مہر کی بے اندازہ زیادتی بنفسہٖ خرابیوں سے خالی نہیں"۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے مہر کی اس زیادتی کے دو نقصان بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے وارثوں کے حقوق پر زد پڑتی ہے۔ دوسرے یہ کہ شوہروں کو کاروباری دنیا میں معاشی حیثیت سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے مثلاً بنک سے اگر تجارتی اغراض کے لیے ان کو قرض لینا پڑتا ہے تو سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے ذمہ مہر کی رقم کس قدر واجب الادا ہے۔ اگر مہر ان کی معاشی حیثیت سے بہت زیادہ ہوتا ہے تو شرح سود بڑھا دی جاتی ہے اور بڑی بڑی کفالتیں مانگی جاتی ہیں ان نقصانات کو بیان کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"توقع ہے کہ ہمارے ارباب حل وعقد اور ارکان مجلس قوانین قانون کے ذریعہ سے نہ صرف اس کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے بلکہ طلاق کو بجائے شخصی فعل کے پنچایتی یا عدالتی فعل بنانے کی طرف بھی کیونکہ یہ دونوں مسئلے ایک دوسرے سے علانیہ طور پر مربوط ہیں"

اس معاملہ میں تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا مہر کی زیادتی پر شرعاً کوئی پابندی عائد کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

ترجمان القرآن۔ چونکہ یہ سوالات تفصیلی بحث چاہتے ہیں اس لیے ان کا جواب اشاعت آیندہ پر ملتوی کیا جاتا ہے۔